معاشرے میں امن و آشتی کی ترویج میں پنجابی زبان کے نوشاہی شعراء کا کردار

ڈاکٹر اقصیٰ ساجد*، ڈاکٹر عمارہ طارق**

Abstract:

"Services rendered to maintain peace and tranquility by the Saints and mystics, in the indo pak subcontinent can never be ignored. All the mystical orders contributed a lot in this process. Naushahi order played a vital role for this purpose. This Sufic order generated from the region of Punjab-Pakistan. Basically it is the branch of Qadriyya order. Its founder was Hazrat Naushah Ganj Bakhsh (d.1064A.H), who was born in Saahan-paal, district mandi Baha-ud-din. He was a great writer and poet of Punjabi, Urdu and Persian Languages. He spread the message of peace and love through his writtings. As it a regional chain of mysticism its followers also contributed through their writtings in the regional languages so that their universal message of equality, brotherhood, large-heartedness, sacrifice, patience, tolerance and endurance may transfer to the common people. In the article under consideration to spread peace and tranquility in the society through ethical values, Punjabi poetry of Naushahi Sufis will be analyzed."

Keywords: Naushahi order, ethical values, peace and tranquility, Naushahi Poets, Punjabi poetry.

کلیدی لفظ: سلسلۂ نوشاہیہ، اخلاقی اقدار، امن و آشتی، نوشاہی شعرا، پنجابی کلام۔

اخلاق انسانی معاشرے کی اہم احتیاج ہے جس پر انسانی معاشرتی نظام کی بنیادیں استوار ہیں ۔اسی اخلاقی لائحہ عمل کی بدولت پرامن معاشرے کی تشکیل ممکن ہے۔دنیا کے تمام مذاہب امن و آشتی کی ترغیب دیتے ہیں مثلاًعیسائیت کی اخلاقیات میں عالم انسانی نجات ،ترقی اور اعلیٰ اوصاف کے حامل سماج کی تشکیل کے لیے بے پناہ عمدہ نمونے موجود ہیں عملی طور پر یہ ا خلاقی تعلیمات

*اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ فارسی ،جی سی یونیورسٹی ،لاہور
** انچارج شعبہ اُردو ،ایجوکیشن یونیورسٹی، لاہور

جس معاشرے کا حصہ بن جائیں اس معاشرے میں انسان دوست فکر ارتقا پذیر ہو گی۔[۱] اسی طرح بدھ مت کی اخلاقی تعلیمات میں انسانی زندگی کو دکھ ،غم،پریشانی سے دور کرنے کے لیے عمل ،حکمت ،تدبر اور معقولیت کی راہ اختیار کرنے کا درس دیا گیا ہے۔ان ہی اخلاقی تعلیمات کوزاد راہ بنا کر معاشرے میں نیکی کے فروغ کے لیے کام لیا جا سکتا ہے۔اپنے مخصوص انسان دوست فلسفے کی بدولت مہاتما بدھ اور بابا گرونانک نے بر صغیر پاک وہند میں ابتر ی کے زمانے میں عوام الناس میں پذیرائی حاصل کی اور ان کی تعلیمات چونکہ دکھی دلوں کے لیے مرہم کی مانند تھیں لہٰذاانہیں مقبولیت عام حاصل ہوئی ۔مگر دینِ اسلام تمام مذاہب سے بڑھ کر انسان دوستی کا علمبردار ہے ۔'اسلام' کا مادہ عربی زبان کے لفظ ’سلم‘‘ سے نکلا ہے جس کے معنی سلامتی کے ہیں جو کوئی اس دائرہ میں داخل ہو جاتا ہے وہ امن میں آجاتا ہے ۔فرقہ پرستی اور گروہ بندی امن و آشتی کے قیام میں رخنہ اندازی کا سب سے بڑا سبب ہے ۔ دین اسلام اس کی ممانعت کرتا ہے۔قرآنِ پاک میں متعدد بار فرقہ اندازی کے بارے میں یوں بیان ہوا ہے:

واعتصموابحبل اللہ جمیعاً ولاتفرقوا(۳۔۳۔۱)’’اور اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑلو اورتفرقہ میں نہ پڑو‘‘[۲]

ایک اور جگہ فرمایاگیا ہے:

ولا تکونوا کالذین تفرقو واختلفوامن بعد ما جاء ھم البینات(۳۔۱۰۵)۔’’اور دیکھو، ان لوگوں کی طرح نہ ہوجانا جو فرقوں میں بٹ گئے اور اختلاف میں مبتلا ہوئے باوجودیکہ واضح ہدایات ان کے پاس آچکی ہیں ۔‘‘[۳]

صوفیائے کرام نے اپنے لچکدار فکری نظام کے ذریعے تعصب اور فرقہ واریت کی دیواروں کو کھوکھلا کر دیا۔مذہبی رواداری انسان دوستی کو پروان چڑھانے میں معاون ثابت ہوئی ۔’’ شمالی ہند میں مسلم سلطنت کے قیام کے بالکل آغاز میں سید علی ہجویری ؒ نے ایسی فکری بنیاد مہیا کر دی جو رواداری ،روشن خیالی اور انسان دوستی کے رویوں کو پروان چڑھاتی تھی۔‘‘ [۴]

برصغیر پاک و ہند میں عرفا و صوفیا ئے کرام نے اخلاقی اقدار کے ذریعے امن و امان کی ترویج میں اہم کردار ادا کیا۔ تقریباً تمام سلسلہ ھائے تصوف اس منصب کی ادائیگی میں پیش پیش رہے۔ اس ضمن میں خطۂ پنجاب میں سلسلۂ نوشاہیہ کی خدمات قابلِ ذکر ہیں ۔یہ سلسلہ قادریہ کی ایک اہم شاخ ہے ۔اس سلسلے نے پنجاب کی سر زمین سے جنم لیا اس کے بانی حضرت حاجی محمد نوشہ گنج بخش ؒ ہیں ۔آپ نے ۹۹۸ ھ میں سلسلۂ قادریہ کے بزرگ حضرت سخی شاہ سلیمان نوری ؒسے بیعت ہو کر خرقۂ خلافت حاصل کی اور پھر ۹۹۳ ھ میں مرشد نے آپ کو امیرِ سلسلہ بنا یا اس وقت ہندوستان میں مغل شہنشاہ جلال الدین اکبر کی حکومت تھی۔ [۵]دینِ الٰہیٰ کے فتنے سے صلح کل کا عقیدہ جنم لے چکا تھا جس کا مقصد تمام اقوام اور مذہبی فرقوں سے دوستی پیدا کرکے اقتدار کی جڑیں مضبوط کرنا تھیں گویا بنیادی طور پر یہ مذہبی اور اخلاقی انحطاط کا دور تھا

ایسے میں حضرت نوشہ گنج کی پاکیزہ ،رحم دل ،انسان دوست ،پر امن اور پرتاثیرِ شخصیت اور ان کی لا زوال اخلاقی اور دینی تعلیمات کی بدولت غیر مسلموں کی کثیر تعداد مشرف بہ اسلام ہوئی ۔چونکہ آپ اردو پنجابی اور فارسی کے شاعر اور نثر نگار بھی تھے لہذانہ صرف تقریروں بلکہ تحریروں کے ذریعے اس خطے میں محبت اور امن کا پیغام عام کیا ۔چونکہ یہ ایک مقامی سلسلہ تصوف ہے لہٰذا وابستگان سلسلہ نے بھی اپنی تحریروں میں نہ صرف عدم مساوات،سماجی نا ہمواری،فرقہ پرستی ،گروہ بندی جیسے ناپسندیدہ اخلاقی اور معاشرتی روّیوں کی مذمت کی جو معاشرے میں انتشار اور خلفشار پھیلانے کا سبب بنتے ہیں بلکہ اعلیٰ اخلاقی اقدار ،ایثار، مساوات، تکریمِ انسانیت،وسعتِ مشرب،عفو ودرگذر ،تحمل و برداشت اور وحدت کے پیغام کی ترویج کے لیے مقامی زبانوں خصوصاً پنجابی کا سہارا لیا تاکہ ان کا پیغام عوام الناس تک رسائی حاصل کر سکے ۔ زیرِ نظر مقالے میں ان ہی اخلاقی اقدارکے فروغ کے ذریعے معاشرے میں امن وامان کے قیام کے لیے نوشاہی سلسلے سے وابستہ ان ہی شعراء کے پنجابی کلام کو پیشِ نظر رکھا گیا ہے۔یہاں ہم پنجابی نوشاہی شعراء کے کلام سے چند شواہد پیش کرتے ہیں ۔

سلسلہ نوشاہیہ کے بانی حضرت نوشہ گنج بخشؒ درویشی کو عاجزی ،انکساری ،صلح ،محبت ،عافیت اور انسان دوستی کا مظہر قرار دیتے ہیں ۔

درویشی کل خیر پیارے، درویشی کل خیر
ناں درویشاں بغض بخیلی، ناں درویشاں ویر
مرد درویش اس دنیا اندر آئے کرنے سیر
درویشاں حق ہک پچھاتا جاتا ناہیں غیر
نوشہؒ کہے فقیر قادر دا درویشی کل خیر(٦)

آپ فرماتے ہیں درویشی تو سر تا پاؤں عافیت ہے۔اہل فقر کے دل نہ تو بخیل ہوتے ہیں نہ ہی ان میں کسی کے خلاف دشمنی کینہ وعناد پایا جاتا ہے۔وہ تو اللہ کے فرمان '' سیروفی الارض '' کی عملی تفسیر ہیں انہوں نے جب خدا کو پہچان لیا تو ما سوا اللہ سے فارغ ہو گئے ۔گویا جب انسان خدا سے قریب ہو جاتا ہے تو نہ صرف اس کی ذات بلکہ پوری کائنات امان میں آجاتی ہے۔

ایک اور مقام پر فرماتے ہیں کہ جہاں دشمنی کا بیج بو دیا جائے وہاں سے فقراور درویشی رخصت ہو جاتی ہے۔جہاں دوستی ہو وہاں دشمنی پنپ نہیں سکتی ،جہاں دعویٰ ہو وہاں جھگڑا اور دشمنی پیدا ہوتی ہے۔جہاں دشمنی ہو وہاں

سب مروت،تعلق اور لحاظ ختم ہو جا تا ہے۔اور اگر کسی درویش کو کوئی رنج پہنچے تو پوری بستی ویران ہو جاتی ہے۔اشعار ملاحظہ ہوں :

جاں پیا ویر دا وس
گئی فقیری نس
جے ناں سمجھے غیر
تاں کیوں پاوے وَیر
جے دعویٰ تاں ویر
ویر تاں آیا غیر
دکھ درویش جے پائے
تاں نگری اُجڑ جائے(۷)

نذیر اختر نوشاہی کے درج ذیل اشعار معاشرتی حالات کا گہرا تجزیہ پیش کرتے ہیں ۔ان اشعار میں عصرِ حاضر میں بدامنی اور انتشار کے ذمہ دارعوامل کی نشاندہی بہت عمدگی سے کرتے ہوئے در پردہ اس کا حل یوں تجویز فرماتے ہیں ۔

اج کل برا زمانے دا حال ہو یا ،وقت گذرگئے عیش بہار دے نے
نال جنہاں دے صلح دی گل کریے اگوں ستم دی تیغ الاردے نے
اک دوئے دا چوسدے خون مسلم ،واقف کارنہ مہر پیار دے نے
جذبے رہے نہ اوہ اسلام والے ،صدی چودھویں حال خواردے نے
وکھوں وکھ مذہب ہر کوئی پھڑی پھڑدا ،نائیں گھیوتے چھاہ نتاردے نے
وگی خزاں اسلام دے باغ اتے ،کلیاں پھل غنچے دم دم ہاردے نے
مسلمان ستے وچ غفلتاں دے ،دم غیرتی مول نہ مار دے نے
بیٹھے چھوڑ ایمان قرآن تائیں ،واقف مول نہ رہے اسرار دے نے
ہر کوئی داو تے پیچ دی گل کردا ورتے آن کے قہر قہار دے نے
عالم چھڈ اسلام نوں علم ویچن،مسئلے ہو ر اہی ہور پکار دے نے(۸)

یعنی موجودہ زمانہ صلح و سلامتی سے عاری ہے لوگ دشمنی اور ستم کو اپنا شعار بنا چکے ہیں گویا بہار کا موسم بیت گیا ہے اور برا زمانہ آ گیا ہے کہ مسلمان ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہیں مہر ومحبت، خلوص اوروفاداری تو قصئہ پارینہ بن چکا ہے دینِ اسلام کی تعلیمات کو یکسر بھلا بیٹھے ہیں ہر شخص نے مذہب کو اپنے مفاد کے لیے استعمال کیا اور اسے نیا رخ دے دیا ۔لگتا ہے کہ گلستانِ اسلام میں بادِ خزاں چل رہی ہے۔جس کے نتیجے میں غنچے ،کلیاں اور پھول مرجھا رہے ہیں اور اس کا سبب یہ ہے کہ مسلمانوں نے قرآن کی تعلیمات پر عمل کرنا چھوڑ دیا ہے ۔وہ غفلت کا شکار ہو گئے ہیں ۔عالم اسلام کو چھوڑ کر علم فروشی کرتے ہیں ہر کوئی اپنا داؤ پیچ چلانا چاہتا ہے ۔اپنا فائدہ چاہتا ہے ۔خود غرضی کا شکار ہیں گویا محدود اور عارضی مفادان کے پیشِ نظر ہے۔مذہبی رواداری کو بھلا کر عنادوکینہ کا بیج بورہے ہیں۔جس معاشرے میں یہ تمام برائیاں موجود ہوں وہ مثالی اور پر امن معاشرے کیسے ہو سکتا ہے اگر ہم امن و آشتی کی قدرو قیمت جان لیں تو ہمیں سب سے پہلے قرآنی تعلیمات پر عمل پیرا ہونا ہو گا ۔اس ضابطہٗ حیات کو ملحوظ رکھ کر ہی ہم فلاح پا سکتے ہیں۔

امن و مان کے قیام میں خلل کے بڑے اسباب طبقاتی ناہمواری،عدم مساوات، خود غر ضی اور بخل ہیں۔ حضرت نوشاہ گنج بخشؒ کی نظر میں سخاوت و فیاضی انسان کو دنیوی اغراض سے مبرا کر دیتی ہے اور جب وہ اپنے ما ل و دولت اور ملکیت کو ضرورت مندوں میں تقسیم کرتا ہے تو وہ دنیا داری اور مفاد پرستی کو رد کر دیتا ہے ۔تقسیمِ دولت کا یہی وہ نقطۂ نظر ہے جس کی بدولت معاشرے سے بھوک ،افلاس ،بخل اور خودغرضی اورعدم مساوات دور ہوتی ہے۔ جو معاشرے میں بد امنی کی روک تھام میں بہت اہم ثابت ہوتی ہے کیونکہ جب دولت کی مساوی تقسیم ہو گئی تو طبقاتی ناہمواریاں بھی جنم نہیں لیں گی۔ فرماتے ہیں :

دنیا دار اوہ آکھیے جو دنیا نال دل
لائے
اونہ دنیا دار ہے جو آیا ونڈ کے
کھائے(۹)

ایک اورنوشاہی شاعر عبداللہ شاہ المعروف دُلّے شاہ ناپسندیدہ اخلاق مثلاً لالچ اورطمع کی مذمت یوں کرتے ہیں :

آگیا سیں کجھ کھٹنے نوں سگوں اپنا مول
گوایائی
نہیں فائدہ مندیاں کماں وچ سرتے بوجھ گناہ دا
چایائی

ایس طمع نے ملک ویران کیتا کدے کتے نہ بھلا کمایائی
عبداللہ شاہ جنہاں طمع ماریا اے اونہاں دیدار محبوب دا پایائی[۱۰]

آپ کی نظر میں خود غرضی ،طمع اور لالچ ایسے روحانی امراض ہیں جو ریاست کے امن کو گھن کی طرح چاٹ جاتے ہیں کامیاب وہ قوم ہے جو اپنے نفس کو شکست دے کر ان امراض سے چھٹکارا پالے ۔اس سلسلے میں حضرت رابعہ بصری ؒکے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ ایک دفعہ آپ ایک ہاتھ میں پانی کا پیالہ اور دوسرے ہاتھ میں مواتا(مشعل) اٹھائے تشریف لے جا رہی تھیں کسی نے استفسار کیا کہ آپ کہاں جا رہی ہیں ؟فرمانے لگیں کہ میں اس پیالے سے دوزخ کی آگ بجھانے جا رہی ہوں اور مواتا سے جنت کو آگ لگانے جا رہی ہوں تاکہ جنت اور دوزخ کا جھگڑا ختم ہو جائے ۔دریافت کیا گیا کہ کیوں ؟ فر مایا کہ دوزخ کے خوف اور جنت کے لالچ کے بغیر خدا کی بندگی اور اطاعت صرف اس لیے کریں کہ وہ خدا کے بندے ہیں نہ کہ دوزخ کے خوف اور جنت کی لالچ کے باعث۔[۱۱]

گویا لالچ اور طمع تو حصولِ جنت کے لیے بھی قابلِ قبول نہیں چہ جائیکہ انسان دنیا داری اور محض معمولی اور وقتی فائدوں کے لیے گناہ گار ہو۔ یوں برسرِ اقتدار طبقے کے لیے یہ لمحہٗ فکریہ ہے جو معاشرہ اس بھید کو پا گیا ،گویا وہ فلاح پا گیا۔

حضرت نوشہ گنج بخش ؒنے اپنے کلام میں زندگی کی فنا پذیری اور آخرت کی دوامی کا ذکر کیا ہے۔ انسان دنیا میں جو عمل بھی کرے گا اس کی جزا یا سزا اسے آخرت میں مل کر رہے گی ۔روزِ قیامت جب اعمال کو ترازو میں تولا جائے گا تو ظالم کی بخشش نہیں ہو گئی ۔اور اس شخص کی نیکیوں کا پلڑا بھاری ہو گا۔جس نے کبھی کسی کا دل نہ دکھایا ، خوش خلقی اور محبت جس کا شعار ہے۔جب اس حقیقت کو انسان تسلیم کرے تو اس کا دین اور دنیا دونوں سدھر جاتے ہیں آپ فرماتے ہیں :

نوشہؒ روز قیامتی تکڑ آئے کھڑووسن
تلسن عمل جو بندیاں وزن اندازہ ہو وسن
ہک ول پاسن نیکیاں ہک ول بدیاں پاسن
عملاں تولن کارنے ملک تکڑ نوں چاوسن
چنگے عمل نہ ودھسن ودھسن

عمل گناہ دے
پھر کلمہ پوسی نیکیاں نال حکم
اللہ دے
تاں ودھ ہوسن نیکیاں او چھابا
گورا ہووسی
کلمہ مہر دا مہگلا سب گناہواں
نوں دھووسی
ظلم نہ اوتھے بخشیے ایہ نہیں
رب نوں بھاوندا
مہر، محبت، بندگی خاوند نوں
خوش آوندا(۱۲)

اختتامیہ

غرض یہ کہ دنیا کے تمام مذاہب اور خصوصاً اسلام میں اخلاقی اقدار کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ان پر عمل ایک پر امن معاشرے کی تشکیل میں مددگار ثابت ہوتا ہے۔جہاں صوفیائے کرام نے اخلاق کے بلند معیار قائم کیے وہاں بانیِ سلسلۂ نوشاہیہ اور ان کے وابستگان نے اپنے فکر و عمل اور تحریر و تقریر کے ذریعے برصغیر اور خصوصاً خطۂ پنجاب میں قیام امن کے لیے ماحول سازگار بنایا۔ مساوات، انسان دوستی،عفو ودر گذر ،صلح و سلامتی، تحمل و برداشت اورایثارہی وہ ہتھیار قرار پائے ہیں جن کی بدولت فتنہ و فساد کے دیو کو شکست دی جا سکتی ہے۔ جن افراد یا اقوام سے ان اخلاقیات کا دامن چھوٹ جاتا ہے وہاں طلب جاہ و منصب ،حقوق کا غضب ،انسانی اقدار کا خاتمہ، عدم مساوات ،ظلم ،ناانصافی اور لالچ و حرص جڑ پکڑ لیتے ہیں جس کا انجام بہت بھیانک ہوتا ہے ۔خداوند کریم ہمیں صوفیا ئے کرام کی تعلیمات عام کرنے اور ان پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے تاکہ ہمارا معاشرہ ایک پر امن اسلامی معاشرہ بن جائے۔

خلاصہ

برصغیر پاک و ہند میں عرفا وصوفیائے کرام نے اخلاقی اقدار کے ذریعے امن و آشتی کی ترویج میں اہم کردار ادا کیا۔ تمام سلاسلِ تصوف اس سلسلے میں سرگرمِ عمل رہے۔ اس ضمن میں سلسلۂ نوشاہیہ کی خدمات قابلِ ذکر ہیں ۔ اس سلسلے نے پنجاب کی سرزمین سے جنم لیا۔ بنیادی طور پر یہ سلسلۂ قادریہ کی ایک شاخ ہے۔ اس کے بانی حضرت نوشہ گنج بخش (و۔۱۰۶۴ھ) ہیں جو ساھن پال، ضلع منڈی بہاءالدین میں پیدا ہوئے۔ وہ اردو، پنجابی اور فارسی زبان کے شاعر اور نثرنگار بھی تھے۔ انہوں نے اپنی تحریروں کے ذریعے اس خطّے میں محبت اور امن کا پیغام عام کیا۔ چونکہ یہ ایک مقامی سلسلۂ تصوف ہے لہٰذا وابستگان سلسلہ نے بھی اعلیٰ اخلاقی اقدار، امن، یک جہتی، بھائی چارے، ایثار، انسانی مساوات، وسعتِ مشرب، عفوودرگذر، تحمل و برداشت اور

وحدت کے پیغام کی ترویج کے لیے مقامی زبانوں کا سہارا لیا تاکہ ان کا ہمہ گیر پیغام عوام الناس تک رسائی حاصل کر سکے۔ زیر نظر مقالے میں اخلاقی اقدار کے فروغ کے ذریعے معاشرے میں امن و امان کے قیام کے لیے نوشاہی سلسلے سے وابستہ انہی شعرا کے پنجابی کلام کو پیشِ نظر رکھا جائے گا۔

حوالہ جات

۱۔ صلاح الدین درویش ،**انسان دوستی: نظریہ اور تحریک** ،۲۰۰۷ء،ص ۷۴
۲۔ محمد عثمان،ڈاکٹر ، **الکتاب**،ص۱۳۸
۳۔ ایضا،ص۱۴۰
۴۔ قاضی جاوید،"مذہب اور سیاست "،**برصغیر رواداری کی تاریخ**،ص ۶۴
۵۔ محمد اصغر یزدانی ،ڈاکٹر،**سلسلہٗ نوشاہیہ کی ادبی تاریخ** (جلد اول)،راولپنڈی : الفتح پبلی کیشنز،۲۰۱۰ء،ص۳۷
۶۔ حضرت نوشہ گنج بخش،**انتخاب گنج شریف**،تدوین؛ سید شرافت نوشاہی ، لاہور: دارلمورخین ،۱۹۷۵ء،ص۲۳۱
۷۔ ایضاً،ص ۵۷۶-۵۷۷
۸۔ شرافت نوشاہی،شریف احمد،**تذکرہ ء شعرائے نوشاہیہ**،ص۶۸
۹۔ حضرت نوشہ گنج بخش،**انتخاب گنج شریف**،تدوین؛ سید شرافت نوشاہی ، ص ۱۷
۱۰۔ شرافت نوشاہی شریف، شریف احمد، **تذکرۂ شعرائے نوشاہیہ**، ص ۲۷۲
۱۱۔ محمد مسعود خالد ،بابا فرید ،**شیخ فریدالدین مسعود گنج شکر کا فلسفہٗ انسانیت** ،ص۷۴
۱۲۔ حضرت نوشہ گنج بخش،**انتخاب گنج شریف**،تدوین؛ سید شرافت نوشاہی ، ص ۲۵۰